کیا امام زہری سے تدلیس ثابت ہے؟

فہرست

بسم اللہ الرحمن الرحیم

امام زہری حدیث کے اساطین میں سے تھے۔ حدیث کی کوئی بھی کتاب آپ کے ذکر کے بغیر نامکمل ہے۔ یہاں تک کہ امام احمد فرماتے ہیں، "**أحسن الناس حديثا وأجودهم إسنادا الزهري**" یعنی تمام لوگوں میں سب سے بہترین حدیث اور سب سے عمدہ اسانید والے امام زہری ہیں۔ البتہ امام زہری پر تدلیس کا الزام لگایا گیا ہے اور اس بنیاد پر عصر حاضر کے بعض لوگ محدثین کے صدیوں کے متواتر اجماع کی مخالفت کرتے ہوئے ان کے ہر عنعنہ کو رد کر دیتے ہیں جو کہ بہت بڑا ظلم ہے۔ اس مضمون میں ہم امام زہری پر اس الزام کا تفصیلی جائزہ لیں گے اور یہ ثابت کریں گے کہ امام زہری کا عنعنہ تمام محدثین کے نزدیک مقبول ہے اور ان سے تدلیس کا الزام بھی ثابت نہیں ہے ان شاء اللہ۔

اس حوالے سے بحث دو حصوں پر مشتمل ہے:

1- امام زہریؒ کی معنعن روایت کا حکم اور

2- امام زہریؒ سے تدلیس کا ثبوت

بحث اول: امام زہریؒ کی معنعن روایت کا حکم

محدثین کے نزدیک کسی راوی کی تدلیس کا ثبوت اور اس کے عنعنہ کا حکم دو الگ چیزیں ہیں۔ کسی راوی سے تدلیس کا ثبوت ملنے سے یہ لازم نہیں آتا کہ اس کی ہر معنعن روایت کو بھی انہوں نے رد کیا ہے۔ اس لیے امام زہری سے تدلیس کے ثبوت سے در کنار پہلے ہم ان کے عنعنہ کا محدثین کے نزدیک مقبول ہونے پر بحث کرتے ہیں۔

جہاں تک امام زہری کے عنعنہ کا تعلق ہے تو اس میں کوئی شک نہیں کہ ان کا عنعنہ مقبول ہے اور اس پر تمام محدثین کا متواتر اجماع ہے۔

حافظ صلاح الدین علائی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: "**الزهري مشهور بالتدليس وقد قبل الأئمة قوله عن.**" (زہری تدلیس کے ساتھ مشہور ہیں، مگر ائمہ نے ان کے عنعنہ کو قبول کیا ہے)۔

(جامع التحصیل ص109)

حافظ ابوزرعہ ابن العراقی نے بھی اسی بات کو نقل کیا ہے۔

(المدلسین لابن العراقی: ص90)

اور اسی بات پر سبط ابن العجمی نے بھی اتفاق کیا ہے۔

(التبیین لاسماء المدلسین ص50)

اس کے علاوہ ہر صدی کے تمام محدثین کا امام زہری کی معنعن روایات کو قبول کرنے پر عملی اجماع موجود ہے۔ ذخیرہ حدیث میں کوئی ایسی حدیث نہیں ملے گی جس کو اگلے یا پچھلے کسی محدث نے بنا کسی علت یا نکارت کے محض زہری کے عنعنہ کی وجہ سے ضعیف یا مردود قرار دیا ہو۔ جو لوگ امام زہری کی معنعن روایات کو رد کرتے ہیں ان کو کھلا چیلنج ہے کہ کوئی ایک ایسی مثال لا کر دکھائیں اور اگر نہیں کر سکتے تو خود جان لیجئے کہ آپ کا منہج محدثین کے منہج کے کتنا موافق ہے۔

بحث ثانی: امام زہریؒ سے تدلیس کا ثبوت

امام زہری کے عنعنہ کے قبول ہونے پر تو تمام محدثین کا اجماع ہے لیکن کیا تدلیس کا ثبوت بھی امام زہری سے ملتا ہے یا نہیں، اس پر اختلاف ہے۔ اور تحقیق کے بعد یہ دعوی بھی محض ایک امکان اور ابہام سے زیادہ کچھ نہیں لگتا، اور ان سے تدلیس کی ایک مثال ملنا بھی مشکل ہے، واللہ اعلم۔

یہ بحث بھی دو فصلوں میں منقسم ہے:

1- امام زہری کی تدلیس کے متعلق محدثین کے اقوال

2- امام زہری کی احادیث سے تدلیس کا ثبوت

فصل اول: امام زہریؒ کی تدلیس کے متعلق محدثین کے اقوال

امام شافعیؒ کا حوالہ

کہا جاتا ہے کہ امام شافعی نے امام زہری کو مدلس قرار دیا ہے۔ اس بات کو حافظ ابن حجر نے ان سے نقل کیا ہے۔ ابن حجر فرماتے ہیں:

"**وصفه الشافعي والدارقطني وغير واحد بالتدليس**"(انہیں شافعی، دارقطنی، اور غیر واحد علماء نے تدلیس سے متصف کیا ہے)

(طبقات المدلسین: ص45)

جواب:

عرض ہے کہ اس کا اصل حوالہ امام شافعی کی کتب سے یا کہیں اور سے نہیں ملا اور نہ ہی یہ معلوم ہے کہ امام شافعی نے اگر واقعی انہیں مدلس کہا ہے تو کس معنی اور کس سیاق میں کہا ہے؟ کیونکہ یہ بات معلوم شدہ ہے کہ متقدمین ائمہ اکثر اوقات ارسال خفی یا مطلق ارسال کو بھی تدلیس کے معنی میں استعمال کرتے تھے۔ لہٰذا عین ممکن ہے کہ امام شافعی نے یہاں ارسال مراد لیا ہو۔

چنانچہ، شیخ ناصر الفہد اپنی کتاب، "منہج المتقدمین فی التدلیس" میں فرماتے ہیں: "**الحافظ ، الإمام ، لم أجد أحدًا من المتقدمين وصفه بالتدليس ، غير أن ابن حجر ذكر أن الشافعي والدار قطني وصفاه بذلك. والذي يظهر أنهما أرادا الإرسال لا التدليس بمعناه الخاص عند المتأخرين**"

(زہری حافظ امام تھے۔ مجھے متقدمین میں سے کوئی بھی امام ایسا نہیں ملا جس نے نہیں مدلس کہا ہے سوائے اس کے جو ابن حجر نے ذکر کیا ہے کہ امام شافعی اور دارقطنی نے انہیں اس سے متصف کیا ہے، اور ظاہر یہ ہوتا ہے کہ ان دونوں کی اس سے مراد ارسال ہے نہ کہ وہ تدلیس جو اپنے خاص معنی کے ساتھ متاخرین کے درمیان مشہور ہے)۔

(ص84)

اس بات کی تائید اس سے بھی ہوتی ہے کہ امام شافعی نے امام زہری کی بے شمار معنعن روایات نقل کی ہیں اور ان سے حجت پکڑی ہے لیکن کبھی کسی روایت میں ان کے عنعنہ پر کوئی سوال نہیں اٹھایا اور نہ ہی ان کی کسی حدیث کو ان کی تدلیس کی وجہ سے رد کیا ہے۔ قارئین خود ان کی کتاب الام یا الرسالہ اٹھا کر دیکھ لیں آپ کو کہیں ذرہ برابر بھی امام زہری کی تدلیس کی طرف اشارہ نہیں ملے گا۔ یہ اس بات کا سب سے بڑا ثبوت ہے کہ امام شافعی کے نزدیک امام زہری اصطلاحی مدلس نہیں تھے۔

اور اگر یہ تسلیم کر لیا جائے کہ امام شافعی نے واقعی امام زہری کو اصطلاحی مدلس قرار دیا ہے تو امام شافعی خود اپنے سے پہلے بر قرار اجماع کی مخالفت کریں گے۔ کیونکہ امام شافعی سے قبل کسی بھی محدث یا امام نے امام زہری کو مدلس نہیں کہا اور نہ ہی ان کی کسی معنعن روایت پر کوئی اعتراض کیا ہے جبکہ امام زہری کی روایات مشہور و معروف رہی ہیں اور پوری دنیا میں ان کی روایات پھیلی ہوئی تھیں لیکن بڑے سے بڑے محدث نے بھی ان کی کسی روایت پر تدلیس کا الزام نہیں لگایا۔

چنانچہ امام شافعی کا حوالہ درج ذیل وجوہات کی بنا پر باطل و مردود ہے:

1- یہ حوالہ امام شافعی سے ہر گز ثابت نہیں ہے۔
2- اور اگر ثابت بھی ہوتا تو اس سے مراد ارسال ہے نہ کہ اصطلاحی تدلیس۔
3- امام شافعی نے خود کبھی امام زہری کی معنعن روایت پر کوئی اعتراض نہیں کیا اور نہ ہی ان کی کتب میں زہری کی تدلیس کی طرف کوئی ادنیٰ سا اشارہ بھی ملتا ہے۔
4- اور اگر امام شافعی نے اصطلاحی تدلیس بھی مراد لی ہو تو وہ خود اپنے سے پہلے اجماع کے مخالف ٹھہریں گے۔

امام دار قطنیؒ کا حوالہ

مذکورہ بالا حوالہ میں ابن حجر نے امام دار قطنی کو بھی ان لوگوں میں شامل کیا جو امام زہری کو مدلس کہتے ہیں:

"وصفه الشافعي والدارقطني وغير واحد بالتدليس"

(طبقات المدلسین: ص45)

جواب:

عرض ہے کہ یہ حوالہ بھی کہیں کسی کتاب میں نہیں ملا۔ امام دار قطنی کی بے شمار کتب میں سے کسی میں بھی امام زہری کی روایات پر تدلیس کا الزام نہیں پایا جاتا۔ حالانکہ امام دار قطنی نے بخاری اور مسلم کی احادیث پر کئی اعتراضات کیے ہیں لیکن کبھی انہوں نے ان

پر اس بات پر اعتراض نہیں کیا کہ انہوں نے اپنی صحیح میں زہری کی معنعن روایات سے حجت پکڑی ہے۔ اور نہ ہی ان کی کسی اور کتاب میں یہ اعتراض پایا جاتا ہے۔

اس کے برعکس امام دار قطنی نے اپنی علل میں زہری کی چند احادیث پر بعض وجوہات کی بنا پر محض یہ کہا ہے کہ فلاں حدیث کو زہری نے فلاں سے نہیں سنا، جس بنیاد پر بعض لوگوں نے غالبا یہ سمجھ لیا کہ امام دار قطنی نے زہری پر تدلیس کا الزام لگایا ہے، حالانکہ ایسا نہیں ہے اور ان روایات میں سے کسی میں بھی زہری کی تدلیس ثابت نہیں ہوتی، جیسا کہ نیچے تفصیلا بیان کیا جائے گا، ان شاءاللہ۔

امام دار قطنیؒ نے جن روایات میں زہریؒ کے سماع کی نفی ہے ان کے پیچھے کی وجہ صرف تدلیس ہو ایسا ہرگز نہیں ہے بلکہ امام دار قطنی نے ان مثالوں میں جن وجوہات کی بنا پر سماع کی نفی کی ہے ان میں درج ذیل شامل ہیں:

1) امام زہریؒ کے اصحاب و تلامذہ کی طرف سے روایت میں اختلافات ہونا، اور علل الحدیث کے اصولوں سے ان میں غلطیوں کی نشاندہی کرنا اور راجح بات کو واضح کرنا۔
2) امام زہریؒ کے ارسال کی وجہ سے سماع کی نفی کرنا۔

امام ابو حاتم الرازیؒ کا حوالہ

حوالہ نمبر 1:

البلخی نامی معتزلی اپنی کتاب "قبول الاخبار" میں کہتا ہے کہ امام ابو حاتم الرازی نے فرمایا:

"الزهري أحب إلي من الأعمش وكلاهما يحتج بحديثه فيما لم يدلسا"

(مجھے زہری اعمش سے زیادہ محبوب ہیں، اور ان دونوں کی وہ حدیث احتجاج کے قابل ہے جس میں انہوں نے تدلیس نہ کی ہو)۔

(ص218)

جواب:

یہ حوالہ امام ابو حاتم سے ثابت نہیں ہے اور نہ ہی بلخی معتزلی ثقہ اور قابل اعتماد شخص ہے۔ لہٰذا اس حوالے کا کوئی اعتبار نہیں ہے۔ اس کے بر عکس امام ابو حاتم کا یہی قول الجرح والتعدیل میں موجود ہے لیکن اس میں الفاظ بالکل مختلف ہیں۔ الجرح والتعدیل میں امام ابو حاتم کے الفاظ ہیں:

"الزهري احب إلى من الاعمش، يحتج بحديثه، واثبت اصحاب انس الزهري"

(زہری مجھے اعمش سے زیادہ محبوب ہیں، ان کی حدیث سے حجت پکڑی جاتی ہے، اور زہری انس رضی اللہ عنہ کے سب سے اثبت اصحاب میں سے ہیں)۔

(الجرح والتعدیل لابن ابی حاتم:8/74)

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ بلخی کا حوالہ جھوٹا اور محرف تھا۔

حوالہ نمبر2:

اس کے علاوہ امام ابو حاتم سے ایک اور حوالہ بھی پیش کیا جاتا ہے۔

امام ابو حاتم الرازی ایک حدیث پر کلام کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

"الزهري لم يسمع من عروة هذا الحديث، فلعله دلسه"

(زہری نے یہ حدیث عروہ سے نہیں سنی، شاید زہری نے تدلیس کی ہے)۔

(علل الحدیث لابن ابی حاتم 3/407، رقم968)

جواب:

اولا: صرف تدلیس کا احتمال ہونے سے تدلیس ثابت نہیں ہوتی، بلکہ تدلیس کا ثابت ہونا ضروری ہے۔ نیز امام ابو حاتم نے یہاں امام زہری کی تدلیس کے ثبوت کی وجہ سے روایت پر کلام نہیں کیا، بلکہ اس روایت پر کلام کیا ہے اس لیے اس کے سبب کو امام زہریؒ کی ممکنہ تدلیس سے جوڑنے کی کوشش کی ہے۔ چنانچہ کسی روایت میں علت یا نکارت کے ثابت ہو جانے کے بعد اس کے سبب کو کسی

راوی کی ممکنہ تدلیس کی طرف منسوب کرنا تدلیس کا ثبوت نہیں ہے بلکہ اس نکارت وعلت کی ایک ممکنہ وجہ ہے، جو کہ ہر مدلس اور غیر مدلس کی روایت میں موجود ہوتی ہے۔ چنانچہ تدلیس کے واضح ثبوت کی بجائے حدیث کی علت کی ممکنہ وجہ کو تدلیس کا ثبوت نہیں کہا جاسکتا۔

ثانیا: اس کے برعکس جس روایت کی امام ابو حاتم بات کر رہے ہیں اس میں امام زہری نے تدلیس کی ہی نہیں ہے، بلکہ ان پر یہ الزام غلط ہے۔

جس روایت میں امام ابو حاتم نے امام زہری کی تدلیس کے شک کا اظہار کیا ہے وہ حدیث مکمل سیاق وسباق کے ساتھ اس طرح ہے:

"حَدَّثَنَا عَفَّانُ ، قَالَ : حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ ، قَالَ : حَدَّثَنَا مَعْمَرٌ , وَنُعْمَانُ ، عَنْ الزُّهْرِيِّ ، عَنْ عُرْوَةَ ، عَنْ عَائِشَةَ ، قَالَتْ : " مَا لَعَنَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُسْلِمًا مِنْ لَعْنَةٍ تُذْكَرُ ، وَلَا انْتَقَمَ لِنَفْسِهِ شَيْئًا يُؤْتَى إِلَيْهِ ، إِلَّا أَنْ تُنْتَهَكَ حُرُمَاتُ اللَّهِ عَزَّ وَجَلَّ ، وَلَا ضَرَبَ بِيَدِهِ شَيْئًا قَطُّ إِلَّا أَنْ يَضْرِبَ بِهَا فِي سَبِيلِ اللَّهِ ، وَلَا سُئِلَ شَيْئًا قَطُّ فَمَنَعَهُ إِلَّا أَنْ يُسْأَلَ مَأْثَمًا ، فَإِنَّهُ كَانَ أَبْعَدَ النَّاسِ مِنْهُ ، وَلَا خُيِّرَ بَيْنَ أَمْرَيْنِ قَطُّ إِلَّا اخْتَارَ أَيْسَرَهُمَا....."

ترجمہ: حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے کسی خادم یا کسی بیوی کو کبھی نہیں مارا، اور اپنے ہاتھ سے کسی پر ضرب نہیں لگائی الا یہ کہ راہ خدا میں جہاد کر رہے ہوں، نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں کوئی بھی گستاخی ہوتی تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم اس آدمی سے کبھی انتقام نہیں لیتے تھے البتہ اگر محارم خداوندی کو پامال کیا جاتا تو اللہ کے لئے انتقام لیا کرتے تھے، اور جب بھی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے دو چیزیں پیش کی جاتیں، اور ان میں سے ایک چیز زیادہ آسان ہوتی تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم آسان چیز کو اختیار فرماتے تھے، الا یہ کہ وہ گناہ ہو، کیونکہ اگر وہ گناہ ہوتا تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم دوسروں لوگوں کی نسبت اس سے زیادہ سے زیادہ دور ہوتے تھے۔

(مسند الامام احمد بن حنبل: 24985)

ایک دوسری جگہ یہی روایت اس سند ومتن سے مروی ہے:

"حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ، حَدَّثَنَا مَعْمَرٌ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ عُرْوَةَ، عَنْ عَائِشَةَ، قَالَتْ مَا ضَرَبَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِيَدِهِ خَادِمًا لَهُ قَطُّ، وَلَا امْرَأَةً، وَلَا ضَرَبَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِيَدِهِ شَيْئًا قَطُّ، إِلَّا أَنْ يُجَاهِدَ فِي

سَبِيلِ اللهِ " " وَلَا خُيِّرَ بَيْنَ أَمْرَيْنِ قَطُّ، إِلَّا كَانَ أَحَبَّهُمَا إِلَيْهِ أَيْسَرُهُمَا، حَتَّى يَكُونَ إِثْمًا، فَإِذَا كَانَ إِثْمًا كَانَ أَبْعَدَ النَّاسِ مِنَ الْإِثْمِ، وَلَا انْتَقَمَ لِنَفْسِهِ مِنْ شَيْءٍ يُؤْتَى إِلَيْهِ، حَتَّى تُنْتَهَكَ حُرُمَاتُ اللهِ عَزَّ وَجَلَّ، فَيَكُونَ هُوَ يَنْتَقِمُ لِلَّهِ عَزَّ وَجَلَّ. "

ترجمہ: حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے کسی خادم یا کسی بیوی کو کبھی نہیں مارا، اور اپنے ہاتھ سے کسی پر ضرب نہیں لگائی الا یہ کہ راہ خدا میں جہاد کر رہے ہوں، نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں گستاخی ہوتی تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم اس آدمی سے کبھی انتقام نہیں لیتے تھے البتہ اگر محارم خداوندی کو پامال کیا جاتا تو اللہ کے لئے انتقام لیا کرتے تھے۔ اور جب بھی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے دو چیزیں پیش کی جاتیں، اور ان میں سے ایک چیز زیادہ آسان ہوتی تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم آسان چیز کو اختیار فرماتے تھے، الا یہ کہ وہ گناہ ہو، کیونکہ وہ گناہ ہوتا تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم دوسرے لوگوں کی نسبت اس سے زیادہ سے زیادہ دور ہوتے تھے۔

(مسند الامام احمد بن حنبل 25956)

نیز دیکھیں، موطا امام مالک (1605)، سنن الکبری للنسائی (9163)، مصنف عبد الرزاق (17942)، مسند اسحاق بن راہویہ (812)، مسند عبد بن حمید (1481)، سنن ابو داود (4786)، وغیرہ

یہی وہ روایت ہے جس کے متعلق امام ابو حاتم نے یہ شک ظاہر کیا ہے کہ شاید زہری نے اس میں عروہ سے تدلیس کی ہے۔ جبکہ ان کا یہ شک صحیح نہیں ہے کیونکہ امام زہری نے اس روایت میں سماع کی صراحت کر دی ہے، چنانچہ، یہی روایت اختلاف یسیر کے ساتھ اسی مخرج سے صحیح بخاری میں بھی مروی ہے:

حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مَسْلَمَةَ، عَنْ مَالِكٍ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ عُرْوَةَ، عَنْ عَائِشَةَ ـ رضى الله عنها ـ أَنَّهَا قَالَتْ مَا خُيِّرَ رَسُولُ اللَّهِ صلى الله عليه وسلم بَيْنَ أَمْرَيْنِ قَطُّ إِلاَّ أَخَذَ أَيْسَرَهُمَا، مَا لَمْ يَكُنْ إِثْمًا، فَإِنْ كَانَ إِثْمًا كَانَ أَبْعَدَ النَّاسِ مِنْهُ، وَمَا انْتَقَمَ رَسُولُ اللَّهِ صلى الله عليه وسلم لِنَفْسِهِ فِي شَيْءٍ قَطُّ، إِلاَّ أَنْ تُنْتَهَكَ حُرْمَةُ اللَّهِ، فَيَنْتَقِمَ بِهَا لِلَّهِ.

ترجمہ: عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دو امر کے درمیان جب بھی اختیار دیا تو ان میں جو آسان صورت تھی اس کو اختیار کیا بشرطیکہ وہ گناہ نہ ہو اگر وہ گناہ ہوتا تو لوگوں میں سب سے زیادہ دور رہنے والے ہوتے (یعنی سب

سے زیادہ اس سے پرہیز کرتے) اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی ذات کی خاطر کبھی انتقام نہیں لیا مگر جو شخص حرمت الھیہ کی پردہ دری کرتا یعنی احکام الٰہی کے خلاف کرتا تو اللہ کی خاطر اس سے انتقام لیتے۔

(صحیح بخاری 6126، 3560، وغیرہ)

اور صحیح بخاری کے متعلق سب کا اتفاق ہے کہ اس میں روایات سماع پر محمول ہوتی ہیں۔ اور جن لوگوں کو اس پر بھی شک ہو تو یہی روایت امام زہری سے دوسرے طریق میں سماع کی صراحت کے ساتھ بھی دیکھ لیتے ہیں: صحیح بخاری ہی میں یہ روایت ایک دوسری جگہ اختصار کے ساتھ مروی ہے اور اس میں امام زہری نے سماع کی صراحت بیان کر دی ہے:

حَدَّثَنَا عَبْدَانُ، أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللَّهِ، أَخْبَرَنَا يُونُسُ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، أَخْبَرَنِي عُرْوَةُ، عَنْ عَائِشَةَ . رضى الله عنها . قَالَتْ مَا انْتَقَمَ رَسُولُ اللَّهِ صلى الله عليه وسلم لِنَفْسِهِ فِي شَىْءٍ يُؤْتَى إِلَيْهِ حَتَّى تُنْتَهَكَ مِنْ حُرُمَاتِ اللَّهِ فَيَنْتَقِمَ لِلَّهِ.

(صحیح البخاری:6853)

مسند احمد میں بھی یہ روایت قدرے تفصیل سے مروی ہے اور اس میں بھی امام زہری کی تحدیث موجود ہے:

حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ أَبِي الْعَبَّاسِ، قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو أُوَيْسٍ، عَنْ الزُّهْرِيِّ، أَنَّ عُرْوَةَ بْنَ الزُّبَيْرِ، حَدَّثَهُ أَنَّ عَائِشَةَ حَدَّثَتْهُ، قَالَتْ: " مَا خُيِّرَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَيْنَ أَمْرَيْنِ قَطُّ إِلَّا اخْتَارَ أَيْسَرَهُمَا، حَتَّى يَكُونَ إِثْمًا، فَإِذَا كَانَ إِثْمًا كَانَ أَبْعَدَ النَّاسِ مِنْهُ، وَمَا انْتَقَمَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِنَفْسِهِ مِنْ شَيْءٍ انْتُهِكَ مِنْهُ، إِلَّا أَنْ تُنْتَهَكَ حُرْمَةٌ هِيَ لِلَّهِ عَزَّ وَجَلَّ، فَيَنْتَقِمُ لِلَّهِ عَزَّ وَجَلَّ بِهَا"

(مسند الامام احمد 24830)

اس واضح تصریحِ سماع کے بعد امام ابو حاتم الرازی کے شک کے غلط ہونے میں کوئی شک باقی نہیں رہتا ہے۔

ثالثا: جس بنیاد پر امام ابو حاتم نے امام زہری کی تدلیس کے شک کا اظہار کیا ہے وہ بنیاد ہی غلط ہے، کیونکہ اگر اس روایت کی مکمل بحث کا سیاق دیکھا جائے اور اس روایت کی تمام اسانید کو اکٹھا کیا جائے تو پتہ چلتا ہے کہ اگر کسی نے بھی اس روایت میں تدلیس کی ہے تو وہ زہری نے نہیں بلکہ ہشام نے زہری سے تدلیس کی ہے اور امام ابو حاتم نے غلطی سے اسے زہری کی طرف منسوب کر دیا، یا پھر

علل الحدیث کے ناسخ سے یہاں سبقت قلم ہوئی ہے اور ہشام کی جگہ زہری کا نام لکھا گیا ہے، کیونکہ امام ابو حاتمؒ جیسا علل کا امام ایسی غلطی نہیں کر سکتا۔

نیز محدثین نے بھی اسی طرف اشارہ کیا ہے۔ چنانچہ، امام حاکم بیان کرتے ہیں کہ:

قَالَ أَبِي وَسَمِعْتُ يَحْيَى ، يَقُولُ : كَانَ هِشَامُ بْنُ عُرْوَةَ يُحَدِّثُ ، عَنْ أَبِيهِ , عَنْ عَائِشَةَ ، قَالَتْ : " مَا خُيِّرَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَيْنَ أَمْرَيْنِ ، وَمَا ضَرَبَ بِيَدِهِ شَيْئًا قَطُّ " . الْحَدِيثِ ، قَالَ يَحْيَى : فَلَمَّا سَأَلْتُهُ ، قَالَ : أَخْبَرَنِي أَبِي ، عَنْ عَائِشَةَ ، قَالَتْ : " مَا خُيِّرَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَيْنَ أَمْرَيْنِ , " لَمْ أَسْمَعْ مِنْ أَبِي إِلا هَذَا ، وَالْبَاقِي لَمْ أَسْمَعْهُ ، إِنَّمَا هُوَ عَنِ الزُّهْرِيِّ.

اس کا خلاصہ یہ ہے کہ امام یحیی القطان فرماتے ہیں کہ ہشام نے یہ حدیث اپنے والد عروہ سے بواسطہ عائشہ روایت کی ہے۔ یحیی فرماتے ہیں کہ جب میں نے ہشام سے اس بارے میں پوچھا تو انہوں نے فرمایا کہ اس روایت کا صرف پہلا حصہ ہی انہوں نے اپنے والد سے براہ راست سنا ہے جبکہ حدیث کا باقی حصہ انہوں نے زہری سے لیا ہے۔

(معرفۃ علوم الحدیث للحاکم:218)

اس سے پتہ چلتا ہے کہ امام زہری پر ایک ایسا الزام لگایا جارہا تھا جس میں ان کا کوئی قصور ہی نہیں بلکہ الٹا انہوں نے تو خود سماع کی تصریح کر رکھی ہے۔ اور زہری نے ہشام سے نہیں بلکہ ہشام نے زہری سے تدلیس کی ہے۔

بلکہ "احادیث الزہری المعلہ" کے مصنف دکتور عبد اللہ بن محمد حسن دمفو نے تو اس کلام کو امام ابو حاتم کی طرف منسوب کرنے سے بھی انکار کیا ہے، چنانچہ وہ فرماتے ہیں:

"كلام أبي حاتم فيه تصريح بنسبة التدليس إلي الزهري، والذي يظهر أنه سبق قلم من الناسخ، وأنه أراد أن هشاما لم يسمع من عروة هذا الحديث فدلسه، كما تقدم بيانه قريبا، فيكون الزهري بريئا من هذه التهمة، والله اعلم."

(ابو حاتم کے کلام میں زہری کی طرف تدلیس کی نسبت کی گئی ہے جبکہ ظاہر یہ ہوتا ہے کہ یہ ناسخ کی طرف سے سبقت قلم کی غلطی ہے، اور اس کی مراد یہ ہو گی کہ ہشام نے یہ حدیث عروہ سے نہیں سنی اور تدلیس کر دی، جیسا کہ پیچھے گزر چکا ہے، پس زہری اس تہمت سے بری ہیں واللہ اعلم)۔

(احادیث الزہری المعلہ ص1309)

گویا ان کے نزدیک یہ کلام ہی امام ابو حاتم کا اپنا نہیں ہے بلکہ ناسخ کی غلطی ہے جبکہ اصل میں یہاں زہری کی جگہ ہشام کا نام ہونا چاہیے تھا۔ لہٰذا اس قول سے امام زہری کی تدلیس کا ثبوت تو دور، اس قول کا ہی امام ابو حاتم کی طرف سے ہونا مشکوک ہے۔

امام ابو جعفر الطحاویؒ کا حوالہ

ایک حدیث میں امام زہری کی تدلیس کی طرف اشارہ کرتے ہوئے امام ابو جعفر الطحاوی فرماتے ہیں:

"وهذا الحديث أيضا لم يسمعه الزهري من عروة إنما دلس به"

(اس حدیث کو بھی زہری نے عروہ سے نہیں سنا، کیونکہ انہوں نے اس میں تدلیس کی ہے)۔

(شرح معانی الآثار: 1/72رقم429)

جواب:

عرض ہے کہ ابو جعفر الطحاوی اگرچہ صدوق فی الحدیث ہیں لیکن متعصب حنفیوں میں سے ہیں۔ اپنے مذہب کی تائید میں بعید سے بعید تر تاویلات بھی کرنے سے گریز نہیں کرتے۔ نیز علم حدیث سے ان کا ایسا تعلق نہیں کہ صرف ان کے قول کی بنیاد پر کسی راوی پر فیصلہ کیا جائے۔

شیخ الاسلام امام ابن تیمیہ فرماتے ہیں "**وَالطَّحَاوِيُّ لَيسَتْ عَادَتُه نَقْدَ الْحَدِيثِ كَنَقْدِ أَهْلِ الْعِلْمِ ; وَلِهَذَا رَوَى فِي " شَرْحِ مَعَانِي الْآثَارِ " الْأَحَادِيثَ الْمُخْتَلِفَةَ، وَإِنَّمَا يُرَجِّحُ مَا يُرَجِّحُهُ مِنْهَا فِي الْغَالِبِ مِنْ جِهَةِ الْقِيَاسِ الَّذِي رَآه حُجَّةً، وَيَكُونُ أَكْثَرُهَا مَجْرُوحًا مِنْ جِهَةِ الْإِسْنَادِ لَا يَثْبُتُ، وَلَا يَتَعَرَّضُ لِذَلِكَ ; فَإِنَّهُ لَمْ تَكُنْ مَعْرِفَتُه بِالْإِسْنَادِ كَمَعْرِفَةِ أَهْلِ الْعِلْمِ بِه، وَإِنْ كَانَ كَثِيرَ الْحَدِيثِ، فَقِيهًا عَالِمًا**"

(حدیث کی نقد طحاوی کی عادت نہیں ہے جیسا کہ اہل علم نقد کرتے ہیں، اسی لیے انہوں نے شرح معانی الآثار میں کئی مختلف احادیث بیان کیں، اور اس میں سے جن کو بھی دوسرے پر ترجیح دیتے ہیں تو اس میں زیادہ تر قیاس کی وجہ سے ہوتا ہے جسے وہ حجت سمجھتے ہیں۔ اور ان میں سے اکثر مجروح الاسناد غیر ثابت ہوتی ہیں، اور اس کی وجہ یہ ہے کہ اگرچہ وہ کثیر الحدیث، اور فقیہ عالم تھے ان کی معرفتِ اسناد اہل علم کی معرفت جیسی نہیں تھی)۔

(منہاج السنہ النبویہ لابن تیمیہ:8/195-196)

اس کے علاوہ امام ابو بکر البیہقی معرفۃ السنن وال آثار (1/353) میں امام طحاوی کا مس الذکر والی حدیث پر کلام نقل کرنے کے بعد فرماتے ہیں "أردت أن أُبيّن خطئه في هذا. وسَكتّ عن كثيرٍ من أمثال ذلك. فبيّنَ في كلامه أن علم الحديث لم يكن من صناعته .وإنما أخذ الكلمة بعد الكلمة من أهله، ثم لم يُحكِمها"

(نیز دیکھیں لسان المیزان:1/277)

ایک دوسری جگہ امام بیہقی نے علامہ طحاوی کی کتاب پر کلام کرتے ہوئے فرمایا "فيه تضعيف أخبار صحيحة عند أهل العلم بالحديث حين خالفها رأيه، وتصحيح أخبار ضعيفة عندهم حين وافقها رأيه... وتسوية الأخبار على مذهبه، وتضعيف –ما لا حيلة له فيه– بما لا يضعف به، والاحتجاج بما هو ضعيف عند غيره"

(المعرفۃ:1/217)

اور اگر آپ اس حدیث کو کھول کر دیکھیں جس کہ تحت امام طحاوی نے امام زہری پر یہ الزام لگایا ہے تو آپ دیکھیں گے کہ اس حدیث میں بھی امام طحاوی حنفیوں کے دفاع میں ہی اس حدیث پر کلام کرنے لگے ہوئے ہیں اور ثقہ راویوں پر بھی جرح کر رہے ہیں۔ لہٰذا جرح وتعدیل اور علم حدیث امام ابن تیمیہ و امام بیہقی کے بقول طحاوی کا فن نہیں ہے تو کسی غیر ماہر اور متعصب شخص کی بناء پر ایسے الزام کی بنیاد رکھنا محققین کا شیوہ نہیں ہے۔

مزید یہ کہ امام طحاوی نے امام زہری کی عروہ سے مس الذکر والی حدیث پر اعتراض کرتے ہوئے کہا ہے کہ اس حدیث کو زہری نے عروہ سے براہ راست نہیں سنا بلکہ انہوں نے تدلیس کی ہے، اور اس تدلیس کو ثابت کرنے کے لیے علامہ طحاوی اگلی روایت زہری عن ابو بکر بن محمد بن عمرو عن عروہ سے روایت کرتے ہیں۔ گویا اگر زہری نے ایک روایت ابو بکر بن محمد عن عروہ اور عن عروہ

دونوں طرق سے روایت کی تو امام طحاوی نے سمجھ لیا کہ زہری نے تدلیس کی ہے جبکہ اس میں ان کی کسی نے تائید نہیں کی ہے بلکہ الٹا امام ابن حزم نے المحلی میں اس روایت کے متعلق فرمایاہے کہ

"فَإِنْ قِيلَ: إنَّ هَذَا خَبَرٌ رَوَاهُ الزُّهْرِيُّ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي بَكْرِ بْنِ عَمْرِو بْنِ حَزْمٍ عَنْ عُرْوَةَ، قُلْنَا: مَرْحَبًا بِهَذَا، وَعَبْدُ اللَّهِ ثِقَةٌ، وَالزُّهْرِيّ لا خِلافَ فِي أَنَّه سَمِعَ مِنْ عُرْوَةَ وَجَالَسَهُ، فَرَوَاهُ عَنْ عُرْوَةَ وَرَوَاهُ أَيْضًا عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي بَكْرٍ عَنْ عُرْوَةَ، فَهَذَا قُوَّةٌ لِلْخَبَرِ وَالْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ"

(اگر یہ کہا جائے کہ اس خبر کو زہری نے عن عبد اللہ بن ابی بکر بن عمرو بن حزم عن عروہ سے روایت کی ہے، تو ہم کہتے ہیں: مرحبا بھذا اور عبد اللہ ثقہ ہے۔ اور اس میں کوئی شک نہیں کہ زہری نے عروہ سے سنا ہے اور ان کے پاس بیٹھے ہیں، تو انہوں نے اسے عروہ سے بھی روایت کر دیا اور عبد اللہ بن ابی بکر عن عروہ سے بھی روایت کر دیا، لہٰذا یہ خبر کے لیے قوت کا باعث ہے، والحمد للہ رب العالمین)۔

(المحلی بالآثار: 1/ 221)

چنانچہ امام طحاوی کے برعکس امام ابن حزم کے نزدیک اگر امام زہری نے ایک روایت کو عبد اللہ بن ابی بکر عن عروہ سے اور پھر براہ راست عروہ سے بھی روایت کر دیا تو یہ ان کی تدلیس کی دلیل نہیں ہے بلکہ اس کا مطلب ہے کہ زہری نے یہ روایت دونوں سے لی ہے، خاص کر جب معتبر طریق سے اس روایت میں سماع کی تصریح بھی مل جائے۔

چنانچہ اس روایت میں امام زہری نے خود امام عروہ بن الزبیر سے بسند صحیح سماع کی صراحت کر دی ہے۔

چنانچہ امام طبرانی روایت کرتے ہیں کہ:

"حَدَّثَنَا أَبُو عَامِرٍ مُحَمَّدُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ النَّحْوِيُّ الصُّورِيُّ، ثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ الدِّمَشْقِيُّ، ثَنَا الْوَلِيدُ بْنُ مُسْلِمٍ، ثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ نَمِرٍ الْيَحْصِبِيُّ قَالَ: وَسَأَلْتُ الزُّهْرِيَّ عَنِ الرَّجُلِ، يَمَسُّ ذَكَرَهُ وَالْمَرْأَةُ تَمَسُّ فَرْجَهَا؟ فَقَالَ: حَدَّثَنِي عُرْوَةُ بْنُ الزُّبَيْرِ، أَنَّهُ سَمِعَ مَرْوَانَ بْنَ الْحَكَمِ يَقُولُ: أَخْبَرَتْنِي بُسْرَةُ بِنْتُ صَفْوَانَ الْأَسَدِيَّةُ أَنَّهَا سَمِعَتْ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ «يَأْمُرُ بِالْوُضُوءِ مِنْ مَسِّ الذَّكَرِ، وَالْمَرْأَةُ مِثْلُ ذَلِكَ»"

(مسند الشامیین للطبرانی: 2877)

اسی طرح ایک دوسری سند سے امام خطیب بغدادی روایت کرتے ہیں:

"أخبرنا العتيقي، وابن أشناس، قالا: حدثنا أبو طاهر صالح بن محمد بن المبارك المقرئ في سوق الثلاثاء، قال ابن أشناس: في سنة خمس وسبعين وثلاث مائة، وقال العتيقي وكان ثقة، ثم اتفقا، قال: حدثنا أبو ذر بن الباغندي، قال: حدثنا عبيد الله بن سعد الزهري، قال: حدثنا عمي، قال: أخبرني، وفي حديث العتيقي، قال: حدثنا، ابن أخي الزهري، عن عمه، قال: أخبرني عروة أنه سمع بسرة بنت صفوان، تقول: سمعت النبي صلى الله عليه وسلم يقول: " من مس فرجه فليتوضأ "، وفي حديث العتيقي: " من مس ذكره فليتوضأ "

(تاریخ بغداد:10/451)

لہذا جس روایت کی بنیاد پر امام زہری پر تدلیس کا الزام لگایا گیا اس میں انہوں نے تدلیس کی ہی نہیں تو الزام کیسا!؟

امام ذہبیؒ کا حوالہ

میزان الاعتدال میں امام ذہبی فرماتے ہیں:

"كان يدلس في النادر"

(آپ نادر (بہت کم) تدلیس کرتے تھے)۔

(میزان الاعتدال:4/40رقم 8171)

جواب:

اولا: نادر سے مراد یہ ہے کہ آپ کی تدلیس اتنی کم تھی کہ نہ ہونے کے برابر ہو۔ اس سے اولا تو یہ ثابت ہوتا ہے کہ امام ذہبی بھی قلیل و کثیر تدلیس کا اعتبار کیا کرتے تھے۔ اگر راوی قلیل التدلیس ہو تو امام ذہبی کے نزدیک اس کی معنعن روایات قبول ہوتی ہیں، جیسا کہ انہوں نے عملی طور پر زہری کی معنعن روایات کی تصحیح کر کے ثابت کیا ہے۔

ثانیا: اگر امام زہری سے نادر تدلیس بھی ہوئی ہے تو اس کا ثبوت ہم تک نہیں پہنچا ہے۔ ہمیں ابھی تک ایک بھی حدیث ایسی نہیں ملی جس میں امام زہری کی تدلیس ثابت ہوتی ہے۔

ثالثا: عین ممکن ہے کہ امام ذہبی نے یہ قول مذکورہ بالا حوالہ جات کی بنا پر کہا ہو، یا ان احادیث کی بنیاد پر کہا ہو جن میں امام زہری کی تدلیس کا شبہ ہے۔ تو ان کے متعلق ہم اوپر عرض کر آئے ہیں کہ ان میں سے کسی سے بھی امام زہری کی تدلیس ثابت نہیں ہوتی اور جہاں تک سوال ہے باقی چند روایات کا جن میں زہری کی تدلیس کا شبہ پایا جاتا ہے تو ان کا بھی جائزہ ہم آگے لیں گے ان شاء اللہ۔

حافظ ابن حجرؒ کا حوالہ

حافظ ابن حجر نے امام زہری کو مدلسین کے تیسرے طبقے میں داخل کیا ہے، جبکہ یہ محض ابن حجر کا وہم و غلطی ہے اور اس کی تصحیح خود انہوں نے فتح الباری وغیرہ میں کر دی ہے۔ مزید یہ کہ ابن حجر اپنے استاد حافظ علائی کی طرح اس معاملے میں اپنے اجتہاد کی بجائے متقدمین کے اقوال سے فیصلہ کرتے ہیں جبکہ متقدمین کے اقوال کا جائزہ ہم اوپر لے آئے ہیں اس لئے ابن حجر و علائی وغیرہ جیسے متاخرین کا حوالہ قابلِ قبول نہیں۔

فصل ثانی: وہ احادیث جن میں امام زہری سے تدلیس کا شبہ ہوتا ہے

اوپر ہم محدثین کے اقوال کا جائزہ لے آئے ہیں اور معلوم ہوا کہ ان میں سے کسی بھی قول میں امام زہری کا مدلس ہونا ثبوت نہیں ہوتا۔ اب آیئے ہم ان احادیث کا جائزہ لیتے ہیں جن میں امام زہری کی طرف تدلیس کی نسبت کی جاتی ہے۔ ان میں سے دو احادیث تو پچھلے عنوان کے تحت ہی بیان کر دی گئی ہیں:

1- حديث عائشہ: "ما خير رسول الله صلي الله عليه وسلم بين أمرين إلا أختار أيسرهما".

یہ وہی حدیث ہے جس پر بحث اوپر امام ابو حاتم کے حوالے کے تحت گزر چکی ہے۔ اس کی تفصیل کے لیے وہاں رجوع کریں۔ اس حدیث کے متعلق صحیح بات یہ ہے کہ اس میں زہری نے ہشام سے نہیں بلکہ ہشام نے زہری سے تدلیس کی ہے اور زہری نے اپنے سماع کی تصریح کر دی ہے۔

2- حدیث بسرۃ بن صفوان: "من مس ذكره فليتوضأ"

اس حدیث پر بحث بھی اوپر امام طحاوی کے حوالے کے تحت گزر چکی ہے۔ اس میں اعتراض یہ تھا کہ امام زہری نے اسے عروہ سے بالواسطہ اور بلاواسطہ دونوں طرق سے روایت کیا ہے تو علامہ طحاوی نے فرمایا کہ اس میں زہری نے تدلیس کی ہے۔ جبکہ ابن حزم نے فرمایا کہ زہری نے اسے دونوں طرق سے روایت کیا۔ اور زہری نے عروہ سے اپنے سماع کی صراحت بھی کر دی ہے۔

3- حدیث انس: "قال رسول الله صلى الله عليه وسلم، ونحن ... : يطلع عليكم رجل من هذا الفج، من أهل الجنة، فطلع رجل من الأنصار، تقطر لحيته من وضوئه، قد علق نعليه في يده، فلما كان الغد قال النبي صلى الله عليه وسلم مثل ذلك، فطلع ذلك الرجل، فلما كان يوم الثالث قال النبي صلى الله عليه وسلم مثل ذلك، فطلع ذلك الرجل، فأتبعه عبد الله بن عمرو ... الحديث."

اس روایت کے بارے میں امام دار قطنی فرماتے ہیں:

"اختلف فيه على الزهري؛

فرواه عبد الرزاق، عن معمر، عن الزهري، قال: حدثني أنس.

(وقال) ابن المبارك: عن معمر، عن الزهري، عن أنس.
وكذلك قال إبراهيم بن زياد العبسي، عن الزهري.
وهذا الحديث لم يسمعه الزهري، عن أنس.
رواه شعيب بن أبي حمزة، وعقيل، عن الزهري قال: حدثني من لا أتهم، عن أنس، وهو الصواب."

(علل الدارقطنی:2622)

یعنی اس حدیث کو امام زہری نے انس رضی اللہ عنہ سے نہیں سنا بلکہ کسی ایسے شخص سے سنا ہے جس کا نام نہیں بتایا۔

اس حدیث میں زہری کی تدلیس ہر گز نہیں ہے بلکہ دارقطنی کے کلام سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ یہ زہری سے روایت کرنے والے راویوں کی مختلف روایات میں ترجیح وتوہیم کا معاملہ ہے۔ ورنہ آپ دیکھیں کہ پہلے طریق میں تو امام زہری نے انس سے سماع کی تصریح بھی کی ہے۔ اگر یہاں تدلیس کا معاملہ ہوتا تو زہری سماع کی تصریح کبھی نہ کرتے، بلکہ یہ زہری سے روایت کرنے والے راویوں کی غلطی کی نشاندہی ہے۔

الغرض اس حدیث کو زہری سے بلاواسطہ روایت کرنے والے صرف معمر اور ابراہیم بن زیاد (ضعیف) ہیں جبکہ شعیب بن ابی حمزہ، عقیل بن خالد، معاویہ الصدفی، اور اسحاق بن راشد نے اسے زہری سے بالواسطہ روایت کیا ہے۔ جس سے ثابت ہوتا ہے کہ معمر کو اس میں غلطی لگی ہے اور یہ روایت اصلاً ہی واسطہ کے ساتھ ہے۔ اسی لئے دارقطنی نے کہا کہ اسے زہری نے انس سے براہ راست نہیں سنا۔

4- حدیث ابو سلمہ عن عائشہ عن النبی ﷺ: "لا نذر في معصية الله، وكفارته كفارة يمين "

اس روایت کے بارے میں امام ابن معین، امام احمد بن صالح، امام ترمذی، امام بخاری، امام ابو داود، امام ابو زرعہ الدمشقی، اور امام بیہقی وغیرہ نے کہا ہے کہ اس حدیث کو زہری نے ابو سلمہ سے نہیں سنا اور یہی بات راجح ہے۔ جبکہ امام نسائی نے اس بات کو صیغہ تمریض

سے بیان کیا ہے گویا ان کے نزدیک یہ بات یقینی نہیں ہے۔ بہر حال یہ انقطاع امام زہری کی تدلیس کی دلیل نہیں ہے بلکہ ان کے ارسال کی دلیل ہے، جیسا کہ خود انہوں نے اس روایت میں صراحت کی ہے۔

اس روایت کا قصہ یہ ہے کہ اسے زہری سے روایت کرنے والوں نے اختلاف کیا ہے۔ زہری سے اسے درج ذیل لوگوں نے روایت کیا ہے:

1) یونس بن یزید

- یونس بن یزید کی روایت کو امام ابن المبارک، امام لیث بن سعد، ابو صفوان، عبد اللہ بن وہب، عثمان بن عمر بن فارس اور ابو ضمرہ انس بن عیاض وغیرہ نے روایت کیا ہے۔ البتہ یونس کی روایت میں مزید اختلاف پایا جاتا ہے۔
- یونس نے کبھی اسے "عن ابن شهاب، عن أبي سلمة عن عائشة، عن النبي" کے طریق سے مرفوعا روایت کیا ہے۔
- کبھی "عن ابن شهاب، عن أبي سلمة عن عائشة" سے موقوفا روایت کیا ہے۔
- کبھی "عن ابن شهاب، قال حدث أبو سلمة عن عائشة" سے مرسلا روایت کیا ہے (سنن ابی داود: 3291، وتاریخ ابی زرعہ الدمشقی: ص503، والسنن الکبری للبیہقی: 20061)۔
- کبھی "عن الزهري: بلغني عن أبي سلمة: قالت عائشة" سے روایت کیا ہے (التاریخ الاوسط للبخاری: 2288)۔
- کبھی "عن الزهري قال: أخبرت عن أبي سلمة" سے روایت کیا ہے (العلل الکبیر للترمذی: 450)۔
- کبھی "عن ابن شهاب، قال: حدثنا أبو سلمة" یعنی سماع کی تصریح کے ساتھ روایت کیا (سنن نسائی: 3838)۔
- نیز عبد اللہ بن عثمان نے اسے یونس کی اصل کتاب سے نقل کرتے ہوئے فرمایا: " ثنا عبد الله بن عثمان في كتاب يونس الأصل أنبأ عبد الله , أنبأ يونس , عن الزهري قال: وبلغني عن أبي سلمة أن عائشة رضي الله عنها قالت" (السنن الکبری للبیہقی: 20060)۔

چنانچہ یہ سارا اختلاف ایک ہی راوی کی روایت میں ہے جس کا مطلب یہ ہے کہ یہ اختلاف یونس کی طرف سے ہے۔ امام زہری کی تدلیس پر اس میں کوئی دلیل نہیں ہے۔ بلکہ یونس نے خود زہری کی صراحت کے ساتھ اسے مرسلا روایت کیا ہے۔ لیکن بعض جگہوں میں ان سے روایت کرنے والے شاگردوں کی غفلت یا اختصار کی وجہ سے کچھ روایات میں اسے "عن زہری عن ابی سلمہ" کے الفاظ سے روایت کر دیا گیا ہے جس سے اتصال کا شبہ ہوتا ہے۔ لیکن جیسا کہ ہم نے عبد اللہ بن عثمان کی روایت میں دیکھا کہ یونس کی اصل کتاب میں امام زہری نے یہ روایت مرسلا ہی روایت کی ہے۔ لہٰذا یونس کی اصل روایت میں زہری نے اسے ابو سلمہ سے انقطاع کی صراحت کے ساتھ روایت کیا ہے۔ اسی لیے کبار ائمہ نے کہا ہے کہ اس روایت کو زہری نے ابو سلمہ سے نہیں سنا، کیونکہ خود زہری نے اسے بالصراحت اسی طرح روایت کیا ہے۔ اور یہ ہرگز تدلیس نہیں ہے، بلکہ ان کے ارسال کی مثال ہے۔

2) **عقیل بن خالد**

- عقیل بن خالد کی روایت کا ذکر دار قطنی وغیرہ نے کیا ہے لیکن اس کی سند نہیں مل سکی۔ البتہ علامہ محمد بن عمر بن احمد المدینی (م 581ھ) ان کی روایت کے بارے میں فرماتے ہیں: "وَرَوَاُه عقيل ْبن خالد، ويونس ْبن يَزيد، عَنِ الُزْهِرِيّ مرسلا، عَنْ أَبِي سلمة" (کتاب اللطائف من علوم المعارف: 118)۔

اس کا مطلب غالبا یہی ہے کہ عقیل کی روایت میں بھی زہری کے ارسال کا صیغہ موجود ہے۔ جس سے یہ تدلیس نہیں رہتی۔

3) **موسی بن عقبہ** اور

4) **محمد بن عبد اللہ بن ابی عتیق**

- موسی اور ابن ابی عتیق نے اس روایت کو امام زہری اور ابو سلمہ کے درمیان دو واسطوں کے اضافے کے ساتھ روایت کیا ہے یعنی: "عن الزهري، عن سليمان بن أرقم، عن يحيى بن أبي كثير، عن أبي سلمة، عن عائشة" (سنن ابی داود: 3292، وسنن ترمذی: 1525، وسنن نسائی: 3839)۔
- تو اس طرح معلوم ہوا کہ یونس کی روایت میں امام زہری نے جس واسطے سے ارسال یا بلاغت کی ہے وہ یہ ہے۔

چنانچہ اس روایت کا اصلاً زہری کی مرسل ہونا ثابت ہوا، اور ان کی تدلیس کا شبہ بھی دور ہوا۔

اور اگر تسلیم کر لیا جائے کہ امام زہری نے اس حدیث میں تدلیس کرتے ہوئے سلیمان بن ارقم اور ابن ابی کثیر کو ساقط کیا ہے تو جیسا کہ علامہ سہانپوری نے بذل المجہود (14/ 250) میں فرمایا ہے، کہ یہ دو امور سے خالی نہیں ہو گا:

ا) یہ کہ زہری نے سلیمان بن ارقم جو کہ متروک الحدیث ہے، کے بارے میں یہ گمان کیا کہ وہ ثقہ ہے، اور یہ بات بعید ہے کیونکہ تمام علماء کا اس کے ضعف پر اتفاق ہے تو کیسے ہو سکتا ہے کہ زہری جیسے امام پر اس کا حال مخفی رہ جائے جبکہ انہوں نے اس کا زمانہ اور صحبت بھی پائی۔

ب) اور یہ کہ اس کے حال کا علم رکھتے ہوئے بھی زہری نے اسے جان بوجھ کر ساقط کیا (اور اس کے شیخ کو بھی ساقط کیا)۔ اور یہ تدلیس کی شریر ترین انواع میں سے ہے جسے تدلیس تسویہ کہا جاتا ہے، جبکہ زہری علماء کے نزدیک اس سے بریٔ ہیں، کیونکہ تدلیس کی یہ نوع راوی پر جرح کا باعث ہے اور اسے ثقاہت کے اعلیٰ درجہ سے گرا دیتی ہے اور یہ دونوں امر ایسے ہیں جن سے امام زہری کو متصف نہیں کیا جاتا کیونکہ علماء نے ان کے عنعنہ کو بالاجماع قبول کیا ہے۔

5- حدیث عمرۃ عن عائشہ رضی اللہ عنہا: "ذبح رسول الله صلي الله عليه وسلم عن نسائه بالبقر"

اس حدیث کو امام زہری سے روایت کرنے والے درج ذیل لوگ شامل ہیں:

1- امام مالک بن انس

- امام مالک کے تمام اصحاب نے اسے زہری کی نبی ﷺ سے مرسل کے طور پر روایت کیا ہے:

"**مالك**، عن **ابن شهاب** أنه **قال**: «**ما نحر رسول الله صلى الله عليه وسلم عنه وعن أهل بيته إلا بدنة واحدة أو بقرة واحدة**» **قال مالك: لا أدري أيتهما قال ابن شهاب**" (الموطا:2/486ح 11)۔

- جبکہ جویریہ بن اسماء (ثقہ) نے اسے اس طرح روایت کیا ہے:

"عن مالك عن الزهري قال أخبرني من لا أتهم عن عائشة أم المؤمنين أنها قالت ما نحر رسول الله صلى الله عليه وسلم..." (التمہید لابن عبد البر:12/132)۔

یعنی امام مالک کی روایت میں اصلاً ارسال وانقطاع ہے۔

2- یونس بن یزید الایلی

یونس بن یزید سے اسے پانچ لوگوں نے روایت کیا ہے: (1) ابن وھب، (2) عثمان بن عمر، (3) شبیب بن سعید، (4) اللیث بن سعد، (5) عقبہ بن علقمہ۔

- **عبد اللہ بن وہب کی روایت:**

"ابن وهب، قال: أخبرني يونس، عن ابن شهاب، عن عمرة بنت عبد الرحمن، عن عائشة، أن رسول الله صلى الله عليه وسلم «نحر عن آل محمد في حجة الوداع بقرة واحدة» " (سنن ابی داود: 1750، وسنن ابن ماجہ:3135، والسنن الکبری للنسائی:4113)۔

- **عثمان بن عمر بن فارس کی روایت:**

"عثمان بن عمر، قال: أخبرنا يونس، عن الزهري، عن عروة، عن عائشة، أن النبي صلى الله عليه وسلم «نحر عن أزواجه بقرة في حجة الوداع» قال عثمان: وجدته في كتابي هذا في موضعين: موضع عن عمرة عن عائشة، وموضع عن عروة عن عائشة" (السنن الکبری للنسائی:4112، ومسند احمد:26109)

اس میں عثمان بن عمر کہتے ہیں کہ یہ روایت میری کتاب میں دو جگہوں پر درج ہے: ایک بار زہری عن عمرہ عن عائشہ کے طریق سے، اور ایک بار زہری عن عروہ عن عائشہ کے طریق سے۔ گویا عثمان بن عمر نے اس روایت کو دو بار لکھ لیا اور بعد میں ان میں صحیح اور غلط کی تفریق نہ کر سکے۔

چنانچہ امام ابن عبد البر عثمان کی روایت کے تحت فرماتے ہیں:

"الحديث لعمرة والله أعلم" "یعنی یہ حدیث عمرۃ کی ہی ہے، واللہ اعلم" یعنی عروہ کی روایت غلط ہے۔

- شبیب بن سعید کی روایت:

"شبيب بن سعيد، عن يونس، عن الزهري: أخبرني من لا أتهم، عن عمرة، عن عائشة"(العلل الدارقطنی:15/151)۔

- اللیث بن سعد کی روایت:

"الليث بن سعد عن يونس بن يزيد عن ابن شهاب قال بلغني أن رسول الله صلى الله عليه وسلم نحر عن آل محمد في حجة الوداع بقرة وكانت عمرة تحدث ذلك عن عائشة "(العلل الدارقطنی: 15/151،والتمہید لابن عبد البر:12/133)۔

- عقبہ بن علقمہ کی روایت:

"عقبة بن علقمة، ثنا يونس بن يزيد الأيلي عن الزهري قال: بلغنا أن رسول الله صلى الله عليه وسلم نحر عن آل محمد صلى الله عليه وسلم في حجة الوداع بقرة واحدة كانت عمرة تحدث به عن عائشة"(السنن الکبری للبیہقی:8778)۔

الغرض یونس بن یزید کی روایت میں اختلاف ہے، اور ان کے پانچ میں سے تین تلامذہ نے اسے زہری سے مرسلا روایت کیا ہے۔ جبکہ عثمان بن عمر نے اپنی روایت میں خود اختلاف کیا ہے۔ پس یونس کی اصل روایت میں زہری سے صراحتاً ارسال ہی مروی ہے۔ جبکہ یونس کے دو تلامذہ نے اس میں اختصار سے کام لیتے ہوئے اسے زہری سے عنعنہ کے ساتھ روایت کیا ہے۔

3- ابن اخی الزہری

- "ابن أخي الزهري عن عمه (الزهري) قال حدثني من لا أتهم عن عمرة عن عائشة قالت ذبح رسول الله صلى الله عليه وسلم عمن حج من أهله في حجة الوداع بقرة واحدة"(التمہید لابن عبد البر:12/133)۔

4- معمر بن راشد

- "معمر، عن الزهري، عن عمرة، عن عائشة، قالت: «ما ذبح عن آل محمد صلى الله عليه وسلم في حجة الوداع إلا بقرة»"(السنن الکبری للنسائی:4116)۔

5- عبد الرحمن بن خالد بن مسافر

- "عن الزهري، عن عمرة، عن عائشة"(العلل الدار قطنی:15/150)

6- یزید بن ابی حبیب

- "عن الزهري، عن عمرة، عن عائشة"(العلل الدار قطنی:15/150)

زہری سے اس حدیث کی مکمل تخریج سے معلوم ہوا ہے کہ اسے زہری سے روایت کرنے والوں نے اختلاف کیا ہے۔ امام مالک، امام لیث بن سعد، اور یونس بن یزید نے اس روایت کو امام زہری سے مرسلاً روایت کیا ہے، جبکہ باقی کے تین راویوں: معمر، ابن مسافر، اور ابن ابی حبیب نے اس میں اختصار کرتے ہوئے اسے "زہری عن عمرۃ" کے طریق سے روایت کیا ہے۔

چنانچہ یہ حدیث بھی زہری کی تدلیس کی بجائے ان کے ارسال کی مثال ہے، کیونکہ اس روایت کی اصل میں انہوں نے انقطاع اور غیر معلوم واسطے کے ہونے کی صراحت کر دی ہے جسے ان کے کبار تلامذہ نے نقل کیا ہے۔ یہ بات واضح ہو جانے کے بعد ان سے روایت کرنے والے جتنے رواۃ نے اسے عن عمرۃ کے صیغۂ ابہام سے نقل کیا ہے تو یہ ان کی اپنی طرف سے ہے، جسے محض رواۃ کا اختلاف کہا جا سکتا ہے۔ امام زہری کی تدلیس پر اس میں کوئی مثال نہیں۔

اسی لیے امام دار قطنیؒ نے اس روایت کے انقطاع کو راجح قرار دیتے ہوئے ان اختلافات کو زہری سے روایت کرنے والوں کی طرف ہی منسوب کیا ہے، اور زہری کی تدلیس کا کوئی اشارہ تک نہیں کیا ہے بلکہ اسے اصلا زہری کی بلاغات میں شمار کیا ہے۔ چنانچہ وہ فرماتے ہیں:

"يرويه الزهري، واختلف عنه... والصحيح أن الزهري لم يسمعه من عمرة، وإنما بلغه عنها"

(اسے زہری نے روایت کیا ہے، اور ان سے اسے روایت کرنے میں راویوں نے اختلاف کیا ہے۔۔۔ جبکہ صحیح یہی ہے کہ زہری نے اسے عمرۃ سے نہیں سنا، بلکہ انہوں نے ان سے صرف اس کی بلاغت کی ہے)

(العلل الدار قطنی:3910)

6- امام ابن خزیمہ اپنی صحیح میں روایت کرتے ہیں:"عن الزهري ، قال: قال سهل بن سعد ، عن أبي بن كعب قال : كان الفتيا في الماء من الماء رخصة في أول الإسلام ، ثم نهي عنها"

اس پر امام بیہقی نے فرمایا کہ یہ حدیث امام زہری نے سہل بن سعد سے نہیں سنی کیونکہ ایک دوسرے طریق میں انہوں نے اسے کسی دوسرے شخص کے واسطے سے ان سے روایت کی ہے، چنانچہ آپ اپنی اسناد سے نقل کرتے ہیں:"**عن ابن شهاب قال حدثني بعض من ارضى ان سهل بن سعد الساعدي اخبره ان أبي بن كعب اخبره ان رسول الله صلى الله عليه وسلم إنما جعل ذلك رخصة للناس في أول الاسلام لقلة الثياب ثم أمر بالغسل**"

(سنن الکبری للبیہقی:1/256ح776)

اسی طرح امام ابن خزیمہؒ نے بھی اس کے منقطع ہونے کی طرف اشارہ کیا ہے(صحیح ابن خزیمہ:226)۔

اس روایت کو درج ذیل اصحاب زہری نے روایت کیا ہے:

1) یونس بن یزید

- "**يونس، عن الزهري قال: فقال سهل الأنصاري – وقد كان أدرك النبي صلى الله عليه وسلم وكان في زمانه خمس عشرة سنة – حدثني أبي بن كعب**"

(صحیح ابن خزیمہ:225،ومسند احمد:21100،وسنن ابن ماجہ:609)

- نیز اس روایت کا پسِ منظر نقل کرتے ہوئے عثمان بن عمر روایت کرتے ہیں کہ:

"**ثنا يونس، عن الزهري، قال: كان رجال من الأنصار منهم أبو سعيد الخدري وأبو أيوب يقولون: الماء من الماء ويزعمون أنه ليس على من مس امرأته غسل ما لم يمن، فلما ذكر ذلك لعمر وعائشة وابن عمر رضي الله عنهم أبوا ذلك فقالوا: إذا مس الختان الختان فقد وجب الغسل، فقال سهل**

الأنصاري وقد أدرك رسول الله صلى الله عليه وسلم وهو ابن خمس عشرة سنة في زمانه: حدثني أبي بن كعب رضي الله عنه..."

(المنتقی لابن الجارود:91)

2) عقیل بن خالد

- "عقيل، عن ابن شهاب، عن سهل بن سعد الساعدي رضي الله عنه، وكان قد أدرك النبي صلى الله عليه وسلم وسمع منه، وهو ابن خمس عشرة سنة حين توفي رسول الله صلى الله عليه وسلم، قال: حدثني أبي بن كعب رضي الله عنه"

(سنن الدارمی:786)

- اس حدیث کے تحت اس کے انقطاع کی طرف اشارہ کرتے ہوئے امام دارمی فرماتے ہیں:

"وقال غيره: قال الزهري: حدثني بعض من أرضى عن سهل بن سعد"((عقیل) کے علاوہ نے کہا کہ زہری نے کہا: مجھے سہل بن سعد سے اس نے بیان کیا جس سے میں راضی ہوں)

(سنن دارمی:1/588)

3) شعیب بن ابی حمزہ

- "شعيب، عن الزهري، قال قال سهل بن سعد الأنصاري، وكان قد رأى النبي صلى الله عليه وسلم وسمع منه، وذكر أنه ابن خمس عشرة سنة، حين توفي النبي صلى الله عليه وسلم،: حدثني أبي بن كعب"

(مسند احمد:21104،ومسند الشامیین:2992،والاوسط لابن المنذر:575)

4) معمر بن راشد

- معمر بن راشد سے عبد الرزاق،عبد الاعلی،اور عبد الواحد بن زیاد نے اس طرح روایت کیا ہے:

"عن معمر، عن الزهري، عن سهل بن سعد الساعدي، وكان قد أدرك النبي صلى الله عليه وسلم قال: " إنما كان قول الأنصار: الماء من الماء رخصة في أول الإسلام، ثم أخذنا بالغسل بعد ذلك إذا مس الختان الختان ""

(مصنف عبد الرزاق:951،ومصنف ابن ابی شیبہ:952،والمعجم الکبیر للطبرانی:6/1212ح5696)

- جبکہ محمد بن جعفر غندر نے معمر سے اسے زہری کے سماع کی تصریح کے ساتھ روایت کیا ہے:

"محمد بن جعفر، نا معمر، عن الزهري قال: أخبرني سهل بن سعد قال..."

(صحیح ابن خزیمہ:226)

اس کے تحت امام ابن خزیمہ نے فرمایا:

"في القلب من هذه اللفظة التي ذكرها محمد بن جعفر، أعني قوله: أخبرني سهل بن سعد، وأهاب أن يكون هذا وهما من محمد بن جعفر، أو ممن دونه؛ لأن ابن وهب روى عن عمرو بن الحارث، عن الزهري قال: أخبرني من أرضى، عن سهل بن سعد، عن أبي بن كعب."

(محمد بن جعفر کے اس لفظ یعنی "اخبرنی" کے لیے میرے دل میں کچھ (شک) ہے، اور مجھے ڈر ہے کہ یہ لفظ محمد بن جعفر یا ان سے پہلے کسی راوی کا وہم ہے کیونکہ ابن وھب نے اس حدیث کو عمرو بن الحارث سے روایت کیا تو اس میں زہری نے کہا: "ایسے شخص نے مجھے سہل بن سعد سے خبر دی جس سے میں راضی ہوں کہ ابی بن کعب نے فرمایا۔۔۔")

(صحیح ابن خزیمہ:1/113)

اور پھر فرمایا کہ یہ شخص "ابو حازم سلمہ بن دینار" ہیں۔

5) ابن جریج

- "ابن جريج، قال: قال ابن شهاب: قال سهل بن سعد، وكان قد بلغ خمس عشرة سنة حين توفي النبي صلى الله عليه وسلم وسمع منه،: أخبرني أبي بن كعب..."

(مسند احمد:21103)

امام زہری کے اصحاب کی ان روایات کے علاوہ ان کے ایک شاگرد عمرو بن الحارث المصری نے اس روایت کو زہری سے واسطے کے ساتھ نقل کیا ہے:

6) عمرو بن الحارث المصری

- "عمرو يعني ابن الحارث، عن ابن شهاب، قال: حدثني بعض من أرضى أن سهل بن سعد الساعدي أخبره أن أبي بن كعب، أخبره "

(مسند احمد:21105، وسنن ابی داود:214، السنن الکبری للبیہقی:776، والتمہید لابن عبد البر:23/108)

چنانچہ اس روایت کی وجہ سے ائمہ نے اس کے منقطع ہونے کی طرف اشارہ کیا ہے۔

اس کے برعکس امام زہری نے محمد بن جعفر کی معمر سے روایت کے اندر اپنے سماع کی تصریح کی ہوئی ہے، جس کے پیشِ نظر امام ابن حبان نے فرمایا:

"روى هذا الخبر معمر، عن الزهري من حديث غندر، فقال: أخبرني سهل بن سعد، ورواه عمرو بن الحارث، عن الزهري، قال: حدثني من أرضى، عن سهل بن سعد، ويشبه أن يكون الزهري سمع الخبر من سهل بن سعد كما قاله غندر، وسمعه عن بعض من يرضاه عنه، فرواه مرة عن سهل بن سعد، وأخرى عن الذي رضيه عنه"

(اس خبر کو معمر نے زہری سے غند کی روایت میں نقل کیا اور (زہری نے) کہا: "سہل بن سعد نے مجھے خبر دی"، جبکہ عمرو بن الحارث کی روایت میں زہری نے کہا: "سہل بن سعد سے مجھے اس نے بیان کیا جس سے میں راضی ہوں" تو اس سے یہ گمان ہوتا ہے کہ زہری نے اس روایت کو سہل بن سعد سے براہ راست بھی سنا جیسا کہ غندر نے کہا، اور اس شخص سے بھی سنا جس سے وہ رضامند تھے، چنانچہ انہوں نے یہ حدیث ایک بار خود سہل بن سعد سے روایت کی اور ایک بار اس شخص سے روایت کی جس سے وہ راضی تھے)۔

(صحیح ابن حبان:3/447ح1173)

بہر حال اس روایت کا منقطع ہونا ہی راجح ہے جیسا کہ کبار ائمہ نے کہا ہے، اس بات کو صراحتاً اور اشارتاً راجح قرار دینے والوں میں: امام دارمی، امام ابو داود، امام موسی بن ہارون، امام ابن خزیمہ، امام ابن عبد البر، اور امام ذہبی وغیرہ شامل ہیں۔

البتہ یہ انقطاع امام زہری کی تدلیس کی وجہ سے ہرگز نہیں ہے بلکہ ان کے ارسال کی وجہ سے ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ:

- عمرو بن الحارث کی روایت میں امام زہری نے عدمِ سماع کی صراحت تو کی ہے۔ اس پر مزید یہ کہ ان کے باقی تلامذہ کی روایت میں بھی انقطاع کی طرف اشارہ ہے۔
- چنانچہ امام زہری کے باقی اصحاب کی روایات کی تخریج سے معلوم ہوتا ہے کہ امام زہری نے اس روایت کو اصلاً اس طرح روایت کیا تھا:

"**الزهري، قال: قال سهل بن سعد...**" جیسا کہ ان سے یونس، شعیب، اور ابن جریج نے نقل کیا ہے۔

اور ہمیں معلوم ہے کہ محدثین عموماً اس طرح کے الفاظ جیسے "قال" یا "أن فلانا قال" یا "ذکر فلان" اور "عن فلان" میں تساہل کرتے ہوئے ان سب کو "عن" کے صیغے سے روایت کر دیتے ہیں، جس سے ہمیں زہری کے باقی اصحاب کی روایات میں "عنعنہ" کی موجودگی سمجھ میں آتی ہے۔

چنانچہ زہری نے اس روایت کو "قال سہل بن سعد" کے صیغے سے روایت کیا ہے، جو کہ روایت کو معلق بیان کرنے کے لیے استعمال ہوتا ہے۔ نیز بعض محدثین جب کسی روایت کو بطورِ روایتِ حدیث نہ بیان کریں بلکہ محض اس کے تذکرے اور اشارے کے طور پر روایت کریں تو اس پر "قال" وغیرہ کے الفاظ بولتے ہیں۔ اس سے ان کی مراد سماعِ حدیث نہیں ہوتا بلکہ تذکرہ اور تعلیق ہوتا ہے۔

اس روایت کے انقطاع پر اسی چیز کو دلیل بناتے ہوئے ماہرِ رجال امام موسی بن ہارون الحمالؒ فرماتے ہیں:

"**كان الزهري إنما يقول في هذا الحديث قال سهل بن سعد ولم يسمع الزهري هذا الحديث من سهل بن سعد وقد سمع من سهل أحاديث إلا أنه لم يسمع هذا منه رواه ابن وهب عن عمرو بن الحرث عن الزهري قال حدثني بعض من أرضى أن سهل بن سعد أخبره**"

(زہری نے اس حدیث میں صرف یہ کہا ہے کہ "قال سہل بن سعد"، نیز اس حدیث کو زہری نے سہل بن سعد سے نہیں سنا، بلکہ زہری نے سہل سے کچھ احادیث سنی ہیں لیکن یہ والی حدیث ان سے نہیں سنی، اسے ابن وھب نے عمرو بن الحارث عن زہری سے روایت کیا ہے اور اس میں زہری نے کہا: حدثني بعض من ارضى ان سہل بن سعد اخبرہ۔۔۔)

(التمہید لابن عبد البر: 23/107)

اس پر واضح ترین دلیل کہ اس روایت کو امام زہری نے تعلیقاً روایت کیا ہے عثمان بن عمر کی یہ روایت ہے جس میں انہوں نے زہری کی روایت کا مکمل پسِ منظر بیان کیا ہے:

" ثنا يونس، عن الزهري، قال: كان رجال من الأنصار منهم أبو سعيد الخدري وأبو أيوب يقولون: الماء من الماء ويزعمون أنه ليس على من مس امرأته غسل ما لم يمن، فلما ذكر ذلك لعمر وعائشة وابن عمر رضي الله عنهم أبوا ذلك فقالوا: إذا مس الختان الختان فقد وجب الغسل، فقال سهل الأنصاري وقد أدرك رسول الله صلى الله عليه وسلم وهو ابن خمس عشرة سنة في زمانه: حدثني أبي بن كعب رضي الله عنه..."

(المنتقى لابن الجارود: 91)

اس روایت سے واضح ہے کہ امام زہری نے سہل سے روایت کے طور پر یہ حدیث بیان نہیں کی تھی بلکہ باقی صحابہ کے اقوال کے درمیان صرف اس کے تذکرے اور حکایت کے طور پر بیان کی تھی، جسے بعض راویوں نے مختصر کر کے ان کی روایت کے طور پر بیان کر دیا۔

چنانچہ یہ روایت زہری کی تعلیق اور ارسال کی مثال ہے، نہ کہ ان کی تدلیس کی۔

خلاصہِ تحقیق

اس تحقیق سے معلوم ہوا کہ امام زہریؒ پر اصطلاحی تدلیس کا الزام ثابت نہیں ہے، اور تدلیس کے شبہ والی جن چھ روایات کا جائزہ ہم نے لیا ان میں بھی ان کی تدلیس کی ایک مثال بھی ثابت نہیں ہوتی۔

اندازہ لگائیں کہ امام زہریؒ نہ صرف حدیث کے مکثرین رواۃ میں سے ہیں بلکہ اس کے اساطین میں سے ہیں اور ان کی روایات کی تعداد ہزاروں میں ہے۔ تابعین کے طبقہ میں ہوتے ہوئے بھی اتنی زیادہ روایات روایت کرنا بہت عظیم بات ہے، تابعین میں سے شاید کوئی ایسا نہیں جس نے امام زہری جتنی زیادہ روایات بیان کی ہوں، لیکن اس کے باوجود ان کے پورے ذخیرۂ حدیث میں سے صرف چھ روایات ہی ایسی ہیں جنہیں تدلیس کے "شبہ" کے طور پر پیش کیا جا سکتا ہے۔ اتنی روایات میں سے اگر زہری کی ایک دو روایات میں تدلیس ثابت ہو بھی جاتی تو وہ سمندر میں قطرے کے مانند ہوتی لیکن یہاں وہ قطرہ تدلیس بھی ثابت نہیں ہے۔ یہ حال تو بعض غیر مدلسین کا بھی نہیں ہوتا، کیونکہ تابعین کے دور میں ارسال کی کثرت کی وجہ سے بعض غیر مدلس تابعین کی روایات میں بھی کہیں ایک آدھی تدلیس کا ثبوت تو مل ہی جاتا ہے۔

نیز ان چھ روایات میں سے بھی پہلی روایت میں تو ان کی طرف تدلیس کی نسبت کرنے میں ہی غلطی کی گئی ہے، دوسری روایت میں انہوں نے سماع کی صراحت کی ہوئی ہے۔ اور تیسری روایت میں ان سے روایت کرنے والے کی غلطی ثابت ہے۔ جبکہ باقی تین روایتیں ایسی ہیں جنہیں زہری نے ہی صراحتاً مرسل روایت کیا ہے تو ان میں تدلیس کا سوال نہیں آتا۔

پس ابن حجر کی طبقاتی تقسیم کے مطابق اگر دیکھا جائے تو زہری کا شمار پہلے درجے کے مدلسین میں ہونا چاہیے یعنی ایسے لوگ جن کی طرف تدلیس کی نسبت کی گئی ہے لیکن وہ ان سے ثابت نہیں ہے، یا بہت ہی شاذ و نادر ہو۔ انہیں دوسرے طبقے میں شمار کرنا بھی غلط ہے۔ جبکہ تیسرے طبقے میں شمار کرنا تو محض ظلم اور جہالت ہے۔ ابن حجرؒ نے جو انہیں تیسرے طبقے میں شمار کیا تو وہ ان کی غلطی تھی جسے انہوں نے اپنی دیگر کتب میں درست کیا ہے۔

واللہ اعلم

ہفتہ، 23 جولائی، 2022